
OPEN ACCESS
AFKĀR
ISSN 2616-8588 (Online)
ISSN 2616-9223 (Print)
afkar.com.pk; iri.aiou.edu.pk


Scan for download

احادیث کی مکی ومدنی تقسیم۔ایک جائزہ

Makkan and Madinaite Division of Aḥādith: An Appraisal

Shaheen Shahzadi
M.Phil Scholar
Department of Arabic & Islamic Studies
GC University, Faisalabad

Prof. Dr. Humayun Abbas Shams
Department of Arabic & Islamic Studies
GC University, Faisalabad

ABSTRACT

Islām is a universal religion. It consists all the rules and regulations that encompasses solution to all problems of Muslim Ummahfor every age. Muslim jurists have discussed several commandments in the light of these rules. The two primary sources of Islamic Law; Qur'ān and Ḥadith-e-Rasōl ﷺ deal with the basic teachings, narrative principles, beliefs and the necessary commands and deeds in detail. Muslim historians discussed Makkan and Madinite life of the Prophet ﷺ and highlited various characteristics of both periods. The paper introduces the Aḥādiths and their subjects in the context of both periods. It also discusses the significance and importance of the revelation of the Aḥādith of the Holy Prophet ﷺ. This article further highlights the continuous unity of the evolution of Islamic commands rather than the differences and conflicts in the mentioned era. Moreover it elucidates the elements of the Islamic eternity and the continuity of religion.

Keywords: *Aḥādith, Muslim Ummah, Islamic Commands, Makkan and Madinaite.*



مختلف حادثات وواقعات کاانسانی زندگی میں بڑااہم کردار ہے۔اس پر نظام دنیاکاانحصار ہے اور جب اس کا تعلق امور دینیہ سے ہو تو اس کی اہمیت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔امت مسلمہ وہ واحد امت ہے جس نے شارع اسلامﷺ کی حیات طیبہ کے ایک ایک لمحے اور اس سے وابستہ تمام اقوال واحوال اور اعمال وافعال کو محفوظ رکھنے کے لیے سخت اصول وضوابط مقرر کیے اور اس پر مستزاد کہ ان پر سختی سے کاربند بھی ہوئے۔ فرمان الٰہی إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ[1] کے مصداق قیامت تک کے لیے کلام الٰہی اور اسوۂ رسولﷺ محفوظ کر لیا۔تاریخ انسانی اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

لفظ حدیث کے ارتقاء کااجمالی جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل عرب کے ہاں لفظ ''حدیث''، بمعنی اخبار (خبر دینے) کے مستعمل تھا اور وہ مشہور ایام کو جنہیں ایام العرب بھی کہا جاتا ہے،احادیث سے تعبیر کرتے تھے۔ابوالبقاء الحنفی حدیث کے لغوی اور اصطلاحی معنیٰ یوں بیان کرتے ہیں:

الحديث هو اسم من التحديث وهو الاخبار ثم سمى به قول"او فعل او تقرير نسب الى النبى عليه الصلوة والسلام ويجمع على (احاديث) على خلاف القياس۔[2]

لفظ حدیث تحدیث سے اسم ہے اور اس کا معنی ہے خبر دینا، پھر اس کے ساتھ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے قول، فعل اور تقریر کا نام رکھ دیا گیا اور اس کی جمع خلاف قیاس احادیث آتی ہے۔

مشہور نحوی الفراء کے مطابق حدیث کی جمع احدوثہ (کوئی خاص یا نمایاں چیز جسے لوگ یاد رکھیں) اور احدوثہ کی جمع احادیث ہے:

واحد الاحاديث أحدوثه ثم جعلوه جمعا للحديث[3]

قرآن مجید میں لفظ حدیث مختلف مقامات پر مستعمل ہے،[4] حتیٰ کہ قرآن کے لیے بھی لفظ حدیث استعمال کیا گیا ہے۔

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّن مِّثْلِه۔[5]

اس جیسی ایک حدیث یا کلام لے آؤ۔

الغرض لفظ حدیث کے مادہ کو جیسے بھی لیا جائے اس میں خبر دینے کا مفہوم ضرور موجود ہو گا۔آنحضورﷺ نے خود اپنے اقوال کے لیے بھی حدیث کا لفظ استعمال کیا ہے اور آپﷺ نے ہی اس لفظ کو بطور اصطلاح سب سے پہلے استعمال فرمایا ہے۔

قال رسول اللهﷺ: لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا اَبَا هرَيْرَة أَنْ لَايَسْاَلَنِىْ عَنْ هذَا الْحَدِيْثِ اَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيْثِ۔۔۔[6]

علم حدیث چونکہ ایک فنی اصطلاح ہے لہٰذا اصطلاحی مفہوم میں ہر وہ چیز حدیث ہے جس کی نسبت رسول اللہﷺ کی ذات مبارکہ سے ہے۔ مشہور محدث اور فقیہ شیخ کرمانی نے علم حدیث کی تعریف یوں بیان کی ہے:

هو علم يعرف به اقوال رسول الله و افعاله واحواله۔[7]

علم حدیث ایسا علم ہے جس سے نبی مکرمﷺ کے اقوال طیبہ،افعال کریمہ اور احوال حسنہ معلوم ہوں۔

نبی مکرم ومحترمﷺ نے احکام الٰہیہ کو اپنے افعال،اقوال اور تقریرات کے ذریعے بڑے واضح اور روشن اسلوب میں بیان کیا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے تمام احادیث نبویہ کو نہ صرف یاد کیا بلکہ ان کو من وعن بیان بھی کر دیا۔سلف صالحین نے احادیث مطہرہ کو نسل

در نسل نقل کیا۔ مزید برآں ان کی نقل اور روایت کو باطل کے حملوں سے سلامت رکھنے کے لیے نہایت عمدہ قواعد وضوابط وضع کیے۔ متاخرین علماء نے ان قواعد وضوابط کو ترتیب کے ساتھ مستقل تصنیفات کی صورت میں جمع کر دیا جو "علم مصطلح الحدیث" کے نام سے مشہور ہوا۔

علم مصطلح الحدیث سے مراد اصول و قواعد کا وہ علم ہے جس کے ذریعے مقبول و غیر مقبول احادیث کے سند و متن کی مختلف حالتیں معلوم کی جاتی ہیں۔ علم مصطلح الحدیث کا موضوع "سند اور متن بحیثیت مقبول و غیر مقبول" ہے۔ جس کی مدد سے صحیح، ضعیف اور موضوع احادیث میں فرق واضح ہو جاتا ہے۔ سند سے مراد رجال راویوں کا وہ سلسلہ جو متن حدیث تک پہنچاتا ہے اور متن، سند کے بعد والے کلام کو کہتے ہیں جس تک سند پہنچتی ہے۔ علم مصطلح الحدیث کو درایۃ علم الحدیث، علوم الحدیث اور اصول الحدیث بھی کہا جاتا ہے۔ علوم الحدیث پر کئی ایک مفید اور عمدہ کتب تالیف کی گئی ہیں جن کی شروحات اور مختصرات بھی موجود ہیں۔

تمام تر تعلیمات اسلامی کا مرکز و محور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ عہد نبوی کو مکی اور مدنی ادوار کے تناظر میں دیکھا اور پرکھا جائے تو دونوں ادوار میں بڑا واضح اور نمایاں فرق دکھائی دیتا ہے۔ جس میں مکہ اور مدینہ کے بعثت نبوی سے قبل اور بعد کے معاشرتی و معاشی اور سیاسی و تمدنی حالات و واقعات کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ بلاشبہ مکی دور حیات کے خاص حالات اور عوامل و عناصر تھے جن کا تقاضا تھا کہ ان کے موافق اسلامی احکام ظہور پذیر ہوں۔

احکام شریعت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام بنیادی عقائد اور بعض احکام مکہ میں آ چکے تھے اور مدینہ میں اسلام کے عقائد اور احکام کی تکمیل ہوئی۔ اس لیے احادیث نبویہ کی مکی اور مدنی تقسیم ناگزیر ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ احادیث کن حالات میں، کن مقامات پر اور کس دور میں وارد ہوئیں۔ علاوہ ازیں ان میں بیان کردہ احکام کی حکمتوں کو سمجھنے میں مدد مل سکے اور مکہ اور مدینہ کے تہذیبی اور معاشرتی حالات کا ادراک آسان ہو جائے نیز یہ بھی پتہ چلے گا کہ اسلام نے احکامات بتدریج عطا کیے ہیں۔

قرآن کریم کے بعد مکی اور مدنی احادیث کے مضامین شریعت اسلامی کی بنیاد اور اساس ہیں اور قیامت تک انہیں کو دیکھا جائے گا۔ مکی اور مدنی حیات طیبہ کے تقاضے، عوامل اور حالات جدا جدا ہونے کی وجہ سے متقاضی تھے کہ اسلامی احکام کا ظہور ان کے موافق ہو۔ لہٰذا اس کا تقاضا یہ بھی ہے کہ احادیث نبویہ کے مضامین کو اس انداز میں بیان کیا جائے جو مذکورہ دونوں ادوار کی جداگانہ حیثیت کو واضح اور نمایاں کریں۔ دین اسلام عالمگیر اور آفاقی دین ہے۔ اس میں احکام شریعہ کا ارتقاء بتدریج ہوا ہے جس کو مکی اور مدنی ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ مدنی دور کے احکام کی بنیاد بھی مکی دور میں دیے گئے بنیادی اصول ہی ہیں۔ احکام میں ارتقاء ایک لازمی امر ہے جو اختلاف و تصادم کے بجائے دین اسلام کی آفاقیت اور ابدیت کے عناصر کو اجاگر کرتا ہے۔ مسائل کے اخذ واستنباط کے لیے انہیں احکام اور اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے فقہی ارتقاء ہوا ہے جو قیامت تک جاری و ساری رہے گا اور مجتہدین اور فقہاء مسائل کا حل پیش کرتے رہیں گے۔ مذکورہ فقہی تسلسل کے لیے ضروری ہے کہ مجتہدین وفقہاء مکی اور مدنی احادیث سے اخذ واستنباط کے لیے استفادہ کرتے رہیں۔

مکی اور مدنی کی شناخت کا فائدہ یہ بھی ہے کہ مقدم اور متاخر احادیث کا ادراک ہو۔ اس سے ناسخ و منسوخ کی معرفت میں مدد ملے گی، نیز یہ کہ احکام شرعیہ کی حالات کے ساتھ مناسبت، احکام میں بتدریج ارتقاء اور اس کی حکمتوں کو سمجھنا بھی آسان ہو جائے گا۔

علم اصول حدیث کے قواعد ظہور اسلام کے بعد تین صدیوں تک غیر منضبط رہے[8]۔ صحابہ کرام نے حدیث رسول ﷺ کے سلسلے میں

بہت محتاط رویہ اختیار کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عائشہ، حضرت ابو سعید خدری، حضرت عبداللہ بن عباس[9]، حضرت عبادۃ بن الصامت[10]، اور حضرت انس بن مالک[11] رضی اللہ تعالی عنھم نے اصول حدیث کی اساس، جرح وتعدیل کے اصول کا اظہار خیال کیا ہے۔

حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں حضرت ابو بکر صدیق کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

وکان اول من احتاط فی قبول الاخبار۔[12]

وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے قبول اخبار میں احتیاط سے کام لیا۔

حضرت عمر کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ

وھو الذی سن للمحدثین التثبت فی النقل وبما کان یتوقف فی خبر الواحد اذا ارتاب۔[13]

انہوں نے محدثین کے لیے جانچ پڑتال کا طریقہ وضع کیا اور جب انھیں شک ہوتا تو خبر واحد کو قبول کرنے میں توقف سے کام لیتے۔

مزید لکھتے ہیں کہ حضرت علی نے اگر خود آنحضرت ﷺ سے حدیث نہ سنی ہوتی تو کسی سے سنتے ہوئے اس سے حلف لیتے۔[14]

حضرت ابوہریرہ کا قول معروف ہے جسے ابن عبدالبر التمھید میں بیان کرتے ہیں:

ان ھذا العلم دین فانظروا عمن تاخذونہ۔[15]

یہ علم دین ہے آپ غور کریں کہ آپ یہ کس سے حاصل کر رہے ہیں۔

جبکہ تابعین میں سعید بن المسیب المخزومی[16]، عامر بن شراحیل الشعبی[17] اور محمد بن سیرین البصری[18] وغیرہ نے رجال کی تحقیق کے سلسلے کو آگے بڑھایا۔ دوسری صدی ہجری میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں تدوین حدیث کا آغاز ہوا تو امام المحدثین محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے احادیث کو جمع کرنے اور روایات کے سلسلے میں اصول وضوابط مرتب کیے۔ اسی لیے انہیں "علم مصطلح الحدیث کا موجد"[19] قرار دیا گیا۔ تیسری صدی ہجری تدوین حدیث کا سنہری دور ہے کیونکہ اس دور میں علماء نے ہر موضوع پر تصانیف مرتب کیں۔ جیسا کہ محمد بن سعد[20] نے الطبقات، یحییٰ بن معین[21] نے تاریخ رجال، احمد بن حنبل[22] نے العلل اور الناسخ والمنسوخ تالیف کیں۔

چوتھی صدی ہجری میں حدیث کی اصطلاحات کو ترتیب دے کر ایسی مایہ ناز کتب میں ضبط کیا گیا جو مراجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔ قاضی ابو الحسن خلاد الرامہرمزی[23] کی المحدث الفاصل بین الراوی و الواعی علم حدیث پر پہلی کتاب ہے۔ مذکورہ کتاب فن حدیث کے بہت سے مسائل پر حاوی ہے۔[24] امام حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث میں 52 علوم الحدیث درج کیے ہیں۔ بعد ازاں امام ابن الصلاح کی تالیف علوم الحدیث المعروف بہ مقدمہ ابن الصلاح متداول ہے۔[25] جس میں 65 علوم الحدیث بیان کیے گئے ہیں۔ متاخرین اسی سے اخذ واستفادہ کرتے ہیں۔ مصطلح الحدیث دیگر اصطلاحات کے ساتھ ساتھ احادیث کی مختلف انواع باعتبار ناقلین، قبول ورد، مسند الیہ، قلت وسائط سند، روایت حدیث، سند ومتن، اتصال وانقطاع سند، تعداد رواۃ، راویوں کے حالات، وغیرہ میں تقسیم کی جا چکی ہے لیکن زمان ومکان کے اعتبار سے احادیث کی تقسیم نہیں کی گئی جبکہ قرآن حکیم کی سورتوں اور آیات کی تقسیم زمان ومکان کے اعتبار سے کی جا چکی ہے۔[26]

تدوین حدیث کا بغور جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ رسالت میں قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ جمع وتدوین حدیث کا کام بھی شروع ہو چکا تھا۔اس کا بین ثبوت حضرت ابوہریرہ کے شاگرد حضرت ہمام بن منبہ کا صحیفہ ہے جو آپ نے املا کروایا تھااور اسے دور حاضر کے محقق ڈاکٹر حمید اللہ نے صحیفہ ہمام بن منبہ کے نام سے جرمنی کے میوزیم سے دریافت کیا ہے اور مطبوعہ ہے۔اسی طرح کچھ اور مجموعے بھی موجود ہیں جن میں سے بعض مطبوعہ اور بعض غیر مطبوعہ ہیں۔

اسباب ورود حدیث کے حوالے سے جلال الدین السیوطی کی ''**اللمع فی اسباب ورود الحدیث**''اور ابراہیم بن محمد الدمشقی کی ''**البیان و التعریف فی اسباب ورود الحدیث الشریف**''متداول ہیں۔

کتب سیر وتاریخ میں حیات طیبہ ﷺ کے مکی اور مدنی ادوار اور ان کے واقعات بیان کیے جا چکے ہیں۔ حتیٰ کہ سیرت نگار محمد ہاشم ٹھٹھوی نے سیرت طیبہ ﷺ (بعثت تا وصال نبی علیہ الصلوۃ والسلام) سن وار مرتب کی ہے جس کا نام ''**بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ**''ہے۔ اس کے دو اردو تراجم بھی ہو چکے ہیں۔سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد کے زیر اہتمام 1966ء میں پہلا ترجمہ ''**سیرت سید الانبیاء**''محمد علیم الدین نقشبندی مجددی نے تحریر کیا جسے دوسری مرتبہ جون 2000ء میں مطبع مظہر علم لاہور نے شائع کیا۔دوسرا ترجمہ ''**عہد نبوت کے ماہ وسال**'' کے عنوان سے محمد یوسف بنوری کے قلم سے ماہنامہ بینات (کراچی) میں سلسلہ وار 1971ء تا 1974ء شائع ہوتا رہا اور بعد میں ایک کتاب کی صورت میں منظر عام پر آیا۔

1953ء میں مستشرق منٹگمری واٹ نے نبی کریم ﷺ کے مکی دور حیات پر ایک کتاب بعنوان ''**محمد ایٹ مکہ**''تحریر کی جو آکسفورڈ سے طبع ہوئی۔مصنف نے مذکورہ کتاب میں ایک مورخ کی حیثیت سے اس زمانہ کے اقتصادی، معاشرتی اور سیاسی پس منظر کو اجاگر کیا تاکہ اسلام کے طلبہ نبی مکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کا مطالعہ تاریخی نقطۂ نظر سے کر سکیں۔

1978ء میں کی جانے والی ڈاکٹر اسرار احمد کی ''**حیات طیبہ ﷺ کا مکی دور**''کے موضوع پر ایک تقریر ہے جس میں موصوف آنحضور ﷺ، انسان کامل اور بہترین مصلح کی تئیس سالہ جدوجہد کو ایک مکمل انقلابی جدوجہد قرار دیتے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ اگرچہ اس میں دعوت، تبلیغ اور تربیت کے ساتھ ساتھ تزکیہ، تعمیر اخلاق اور تطہیر فکر بھی شامل ہے لیکن اس تئیس سالہ جدوجہد میں ایک انقلابی جدوجہد کا نقشہ ملتا ہے۔پہلی بار یہ تقریر دسمبر 1979ء میں میثاق (لاہور) کے شمارہ 28 اور پھر اپریل 2007ء کے شمارہ 56 میں مذکورہ مجلہ کے صفحات کی زینت بنی۔

1982ء میں ادارہ فروغ اردو لاہور سے شائع ہونے والے مجلہ نقوش۔رسول نمبر، جلد دوم (ص469۔490) میں ابوالجلال ندوی کا آرٹیکل بعنوان ''**فخر موجودات (آنحضور ﷺ کی مکی زندگی)**''، شائع ہوا۔مصنف موصوف ایام قبل از نبوت سے لے کر ہجرت مدینہ تک کے واقعات تاریخی ترتیب سے پیش قارئین کرتے ہیں جس کا مقصد خالی الذہن افراد کی توجہ ایک قابل غور زندگی کی طرف مبذول کرانا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد کا آرٹیکل '' **مکی دور : دعوت ، تربیت اور تنظیم**'' کے عنوان سے حکمت قرآن (لاہور) میں پہلی بار فروری 1982ء (ص 45۔51) میں اور دوسری بار اکتوبر 2000ء (ص18۔24) میں شائع ہوا۔

جون 1993ء محمود فاروقی کا مقالہ ''**سیرت النبی ﷺ: مکہ کی سرد جنگ**''عزیمت (مظفر آباد) کے شمارہ 14 کے صفحات 60۔80 کی زینت بنا۔
دور حاضر کے عظیم سیرت نگار و مورخ ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی کا مقالہ بعنوان ''**مکی مواخات: اسلامی معاشرہ کی اولین تنظیم**''، جون 1998ء

میں الحق (اکوڑہ خٹک) کے شمارہ 33 (ص30۔42) میں شائع ہوا۔

سہ ماہی تحقیقات اسلامی اپریل۔ جون اور جولائی۔ ستمبر 1998ء میں سید جلال الدین عمری کا مقالہ بعنوان ''**مکی دور میں رسول اللہ ﷺ کی دعوتی حکمت عملی**'' دو اقساط میں زیور طبع سے آراستہ ہو چکا ہے۔ اسی سلسلہ کی ایک اور کڑی جنوری۔ مارچ 2000ء (ص5۔34) میں شائع شدہ مقالہ بعنوان ''**رسول اللہ ﷺ کے مکی دور کے بعض اہم واقعات**'' ہے۔ مذکورہ مقالہ میں مصنف رسول اکرم ﷺ کی اعلانیہ دعوت کو زیر بحث لائے ہیں اور دعوت کے بنیادی نکات میں مکہ کا مذہبی، معاشرتی اور اخلاقی پس منظر پیش کرتے ہوئے اسلامی تعلیمات اور صاحب اسلام ﷺ کا اسوہ خوبصورت پیرائے میں پیش کرتے ہیں جس کی روشنی میں اہل مکہ کی دشمنی اور مخالفت پر تفصیلی بحث کی گئی ہے کہ اہل مکہ کی دشمنی کا سبب دعوت اسلام نہیں بلکہ آپ کی قوم کی دوری کی وجہ ان کے معبودوں پر نکتہ چینی تھی جس کی بنا پر انھوں نے محاذ آرائی شروع کر دی۔ حضرت حمزہ اور حضرت عمر کے قبول اسلام سے اسلام (صحابہ کرام) کی تقویت، مشرکین مکہ کی پریشانی میں اضافہ اور نبی مکرم ﷺ کے اعلانیہ قتل کی سازشیں، شعب ابی طالب میں محصوری، بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کا خاندانی حمیت کی بنا پر آپ ﷺ کا ساتھ، ایسے حالات میں اللہ کے محبوب ﷺ کا اعلانیہ یا پوشیدہ دعوت اسلام کا جاری رکھنا، نزول وحی اور قریش، بنو عبد مناف اور قصی بن کعب کے بعض افراد کا ایک دوسرے کو ملامت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ رب العزت چاہے تو ایسی صورتیں پیدا کر سکتا ہے کہ اسلام کو نہ ماننے والے بھی نازک وقت میں اس کی حمایت میں کھڑے ہو جائیں اور ظلم و تعدی کو ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ محقق موصوف کا ایک اور مقالہ بعنوان ''**مکی دور کے بعض اہم واقعات اور رسول اللہ ﷺ کی حکمت عملی**''، اپریل۔ جون 2003ء میں تحقیقات اسلامی میں شائع ہوا۔ اس میں مصنف موصوف قبل از بعثت کے ان سلیم الفطرت افراد پر بحث کرتے ہیں جو شرک اور بت پرستی کو اس وقت بھی سخت ناپسند کرتے تھے جب مکہ اور حجاز مکمل طور پر ان میں غرق تھا۔ مؤرخین کے مطابق وہ افراد ورقہ بن نوفل، عبید اللہ بن جحش، عثمان بن حویرث اور زید بن عمرو بن نفیل تھے جنھوں نے دین ابراہیمی کو اپنائے رکھا اور آخری نبی کے منتظر تھے۔ زید بن عمرو بعثت سے پانچ سال قبل اور ورقہ بن نوفل اعلان نبوت سے قبل وفات پا گئے۔ عبید اللہ بن جحش نے بعد از بعثت اسلام قبول کیا اور عثمان بن حویرث کو قیصر نے تاج پہنایا اور مکہ کا بادشاہ قرار دیا لیکن مکہ کے قبائل نے حریت پسندی کے باعث قبول نہ کیا اور ان کا شام میں انتقال ہوا۔ علامہ ابن جوزی کے مطابق ان چاروں کے علاوہ حضرت ابو بکر، رباب بن البراء، اسعد بن کریب الحمیری، قس بن ساعدہ الایادی، ابو قیس بن صرمہ نے دور جاہلیت میں بھی کبھی بت پرستی نہ کی۔ بعد ازاں محقق موصوف السابقون الاولون کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید کے اوّلین احکام، دین کی خاطر صبر و ثبات کی مسلسل ترغیب اور استقامت کا جذبہ، انبیاء اور اللہ کے بندوں کی نیک سیرت، ان کی دعوتی جدوجہد اور اس کے لیے عزم و ہمت اور قربانی کا مفصل بیان، مکہ میں مواخات کا اصول، مالی و سماجی لحاظ سے کمزور افراد اور نسبتاً بہتر حیثیت کے مالک افراد میں مؤاخات اور آخر میں موصوف غیر مسلم سرداران قبائل سے مکہ کے ماحول میں اختیار کی گئی حکمت عملی کے تحت حاصل کردہ پناہ کے دو مقاصد کا ذکر کرتے ہیں:

ا۔ ناسازگار حالات میں ذاتی ضرر اور تکلیف سے حفاظت جو ذاتی وقار کے منافی نہ ہو یا دینی و ملی نقطۂ نظر سے مفید نہ ہو تو اس کا رد ہے۔

۲۔ کفر و شرک کے ماحول میں دعوت و تبلیغ کے مواقع کا حصول اور مزید راہوں کا کھلنا۔ پہپئ یی ہ

2000ء میں تدبر (لاہور) شمارہ 70، (ص37۔46) میں خالد مسعود کا مقالہ ''**مکی اور مدنی دور میں منافقین کا کردار**'' شائع ہوا۔

کراچی سے شائع ہونے والے ششماہی علمی و تحقیقی مجلہ ،السیرۃ عالمی کے شمارہ نمبر15(ص79۔108)اپریل2006ء بمطابق ربیع الاول1427ھ میں ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی کا مقالہ "**مکی اسلام کی تفہیم۔ مسائل و جہات**" شائع ہوا۔ مذکورہ موضوع دینی و قانونی ہونے کے ساتھ ساتھ تاریخی و تہذیبی بھی ہے۔ موصوف رقمطراز ہیں کہ مکی اسلام محض دینی احکام کا مجموعہ نہیں تھا بلکہ وہ قانونی، معاشرتی و تہذیبی اور اقتصادی قوانین کا جامع بھی تھا اور مکی اسلام ہی اصل بنیاد تھا جس پر مدنی اسلام ارتقاء پذیر اور استوار ہوا تھا اور اسکی تصدیق میں ماہر اصول فقہ اور امام حدیث و فقہ ، امام شاطبیؒ کا نظریہ مفصل پیش کرتے ہیں۔ بعد ازاں مذکورہ مقالہ موصوف کی کتاب "**مکی عہد نبوی میں اسلامی احکام کا ارتقاء**"میں شامل کر دیا گیا۔

دعوۃ اکیڈمی کی جانب سے ماہ ربیع الاول1433ھ کے موقع پر دیگر تعلیمی و تربیتی پروگرام کے ساتھ سیرت طیبہ ﷺ کے مکی دور پر طاہر صدیق کا تحریر کردہ مضمون "**مختصر سیرت طیبہ (مکی دور)** "بھی شامل تھا۔ جو سیرت سرور کونین ﷺ کے ان حالات زندگی کا احاطہ کیے ہوئے ہے جن کا تعلق براہ راست آپ ﷺ کی ذات بابرکات سے ہے اور دیگر واقعات کو طوالت سے بچنے کے لیے ترک کر دیا جن کا بالواسطہ تعلق تھا جیسے صحابہ کرام کے واقعات،ان کی تکالیف اور کفار کی جانب سے تشدد و دیگر قبائل قریش سے معاملات وغیرہ۔اس کتاب میں تحقیق کے رائج اصولوں کے مطابق حواشی اور حوالہ جات و مراجع کا کسی حد تک اہتمام کیا گیا ہے کیونکہ آغاز میں عام پڑھے لکھے افراد کے لیے بطور یونٹ تیار کیا گیا تھا۔ادارہ تحقیقات اسلامی پریس اسلام آباد سے2012ء میں کتاب کی صورت میں شائع ہوا۔

2015ء میں گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی فیصل آباد میں "**فہم حدیث میں اسباب ورود حدیث کی اہمیت**" کے عنوان سے پی۔ایچ۔ڈی مقالہ ہو چکا ہے جس میں ڈاکٹر قاری محمد رمضان نجم باروی نے احادیث کی مکی اور مدنی تقسیم کی طرف اشارہ تو کیا ہے مگر اس کے تفصیلی و تحقیقی مطالعہ کی ضرورت ہے۔

جنوری۔مارچ2017ء بمطابق ربیع الثانی۔جمادی الاخری1438ھ کے سہ ماہی تحقیقات اسلامی کے صفحات ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی کی حالیہ تحقیق بعنوان "**مکی دور کی احادیث۔ سیرت ابن اسحاق میں**" سے مزین ہوئے۔ محقق موصوف سب سے پہلے سب سے بڑے عالم مغازی امام سیرت ابن اسحاق کا تعارف اور سیرت نگاری میں ان کا مقام محدثین، اہل سیر اور اکابر کے اقوال کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔ اوّلین ماخذ سیرت (ابن اسحاق کے استاد گرامی امام زہری، اوّلین مصنف مغازی کی کتاب ناپید ہونے کے باعث) سیرت ابن اسحاق کی معروف و مقبول روایت امام زیاد بن عبداللہ بکائی کوفی کی ہے کیونکہ عبدالملک بن ہشام حمیری نے اپنی تہذیب و تلخیص سیرت کے لیے اس کا انتخاب کیا۔ محقق کا کہنا ہے کہ سیرت ابن اسحاق کی تمام روایات میں خاص روایاتِ سیرت کے ساتھ کافی تعداد میں وہ روایات بھی ہیں جن کو احادیث کا مقام و مرتبہ حاصل ہے۔ زیرِ بحث مقالہ میں سیرت ابن ہشام کی انہی احادیث نبویہ کا تحقیقی و تنقیدی تجزیہ کیا گیا ہے اور اس میں بھی فی الحال صرف مکی دور کی احادیث پیش کی گئی ہیں۔ جس کے لیے سیرت ابن ہشام / ابن اسحاق کی جدید ترین تحقیق و طباعت حمدی بن محمد نور الدین آل نوفل کا انتخاب کیا گیا ہے جو مکتبہ المورد قاہرہ سے2006ء میں ایک مجلد میں شائع ہوئی جب کہ وہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ مذکورہ طباعت میں بالخصوص سیرت ابن اسحاق کی احادیث کی تخریج و تنقید کی کوشش کی گئی ہے۔ اس مقالہ میں مکی احادیث ابن اسحاق کا کتاب کی ترتیب موضوعات کے مطابق ایک بیانیہ پیش کیا گیا ہے۔ بعد ازاں تنقیدی تجزیے میں ان احادیث کی اہمیت اور فنی حیثیت پر بحث کی گئی ہے۔

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی کے مطابق متعدد مکی احادیث کے زمان و مکان ترسیل کا تعلق مدنی دور نبوی سے ہے۔ بہر حال خالص مکی دور نبوی یا اس کے پیش رو جاہلی عہد کے واقعات و شخصیات اور مسائل وامور سے متعلق احادیثِ ابن اسحاق (جن کی تعداد 29 ہے) کو درج ذیل ترتیب میں بیان کیا گیا ہے۔

1۔ عہد جاہلی سے متعلق چھ احادیث

2۔ ولادت نبوی ﷺ کے بعد کی بارہ احادیث

3۔ آغاز بعثت نبوی ﷺ کی گیارہ احادیث

مزید برآں محقق موصوف نے درج بالا مکی احادیث کا تنقیدی جائزہ بھی پیش کیا ہے۔

اگرچہ قدیم و جدید زمانوں کے علماء و محققین نے علوم الحدیث اور حدیث میں نہایت قابل قدر اور گراں مایہ علمی اور تحقیقی کام کیا ہے اور ایسی تصانیف تحریر کی ہیں کہ جن کی نظیر نہیں ملتی مگر علم ایک ایسا بحر عمیق ہے کہ جس کی گہرائی تک پہنچنا بنی نوع انسان کے بس میں نہیں کہ اللہ رب العزت نے انسانوں کو مخاطب کر کے خود ہی فرمادیا:

وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا[27]

اور تم کو علم کا بہت تھوڑا حصہ دیا گیا ہے۔

کلام الٰہی اور فرمان رسول ﷺ تمام علوم کا منبع و سرچشمہ ہے جس سے ہر فن کا ماہر مدد لیتا ہے اور لیتا رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر محقق و عالم کے لیے علم کا کوئی نہ کوئی نیا راستہ کھلا رہتا ہے جہاں سے پہلے کوئی نہ گزرا ہو۔

ابوالسعادات، ابن الاثیر اپنی تالیف ''**النهاية فی غريب الحديث والاثر**'' کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں:

كل مبتدی لشیء لم يسبق اليه و مبتدع امر لم يتقدمفيه عليه فانه يكون قليلا ثم يكثرو صغيرا ثم يكبر[28]

ہر ایک مبتدی جو کسی بالکل اچھوتی چیز کو ہاتھ لگاتا ہے اور ہر ایک مخترع جو کسی نئے کام کو چھیڑتا ہے جسے کہ اس سے پہلے کسی نے نہ کیا ہو تو ضروری ہے کہ وہ پہلے تھوڑا اور چھوٹا ہو مگر بعد میں بڑھے اور پروان چڑھے۔

''**مسند**''، میں امام احمد بن حنبل اپنی تالیف کو مختلف مسانید میں تقسیم کرتے ہیں۔ یہ تقسیم شخصی بھی ہے اور مکانی بھی۔ مکانی تقسیم میں مسند المکیین و مسند المدنیین کے علاوہ مسند الشامیین، مسند الکوفیین، مسند البصریین اور مسند الانصار کو بالترتیب بیان کرتے ہیں۔ ہر مسند میں متعلقہ علاقے کے صحابہ کرام کو الف بائی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ مسند المکیین میں وہ تمام صحابہ اور ان کی مرویات مذکور ہیں جن کا تعلق مکہ سے تو ہے مگر نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کے خاص مکی دور سے نہیں ہے اسی طرح مسند المدنیین میں تمام مدنی صحابہ کرام اور ان کی مرویات کو پیش کیا گیا ہے جو کہ اپنی مثال آپ ہیں لیکن نبی محترم علیہ الصلوۃ والسلام کی حیات طیبہ کے مدنی دور سے خاص نہیں ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسانید میں بھی احادیث کی مکی اور مدنی تقسیم کی بجائے رواۃ کو مکانی لحاظ سے مرتب کیا گیا ہے۔

درج بالا کتب اور مقالہ جات کے مطالعہ سے یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ان میں احادیث کی زمانی اور مکانی تقسیم موجود

نہیں ہے۔علوم الحدیث اور حدیث کے میدان میں تاحال ایسی کوئی کوشش منظر عام پر نہیں آئی کہ جس میں احادیث نبوی ﷺ کو مکی اور مدنی ادوار کے تناظر میں پرکھا اور جانچا گیا ہو یا مکی اور مدنی احادیث کے مضامین کو ان کی جداگانہ اہمیت اور حیثیت کے پیش نظر بیان کیا گیا ہو۔درج بالا تمام کتب معلوماتی ہیں جو زیر تحقیق موضوع میں مدو معاون ثابت ہوں۔

اصطلاحات

احادیث کی زمانی اور مکانی تقسیم کا دارومدار نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ مطہرہ مقدسہ کے مکی اور مدنی ادوار پر ہے۔اسی بنا پر درج ذیل اصطلاحات قابل ذکر ہیں۔

مکی احادیث: مکی احادیث سے مراد وہ احادیث ہیں جو بعثت نبوی ﷺ سے پہلے کے دور، جسے دور جاہلی کہا جاتا ہے سے لے کر ہجرت مدینہ کے سفر تک کے تمام واقعات وحالات اور احکام ومعاملات کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔

مدنی احادیث: مدنی احادیث وہ ہیں جن میں نبی کریم ﷺ کی مدینہ تشریف آوری سے لے کر تادم حیات طیبہ کے تمام واقعات وحالات، اوامر و نواہی، مغازی ومشاہد، احکام ومعاملات وغیرہ درج ہیں۔

مکی اصحاب رسول ﷺ: وہ صحابہ کرام جنہوں نے آنحضور ﷺ کے مدینہ تشریف آوری سے پہلے اسلام قبول کیا قطع نظر اس کے کہ ان کا تعلق مکہ سے ہے یا نہیں، خواہ آپ ﷺ کی زیارت (خدمت اقدس میں حاضری) قبول اسلام کے بعد کی ہو یا قبول اسلام سے پہلے، مکی اصحاب کہلائیں گے۔ یوں انہیں دو اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1۔اہل مکہ اور دیگر قبائل جیسے دوس، بنو عبد الاشہل وغیرہ۔

2۔انصار مدینہ وہ جو ہجرت مدینہ سے قبل تینوں بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، بعض اس سے بھی پہلے مشرف بااسلام ہوئے اور بعض کا اسلام بیعت عقبہ کے بعد اور ہجرت سے پہلے کا ہے۔مؤخر الذکر کی نبی کریم ﷺ سے ملاقات آپ ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد مذکور ہے۔

مدنی اصحاب رسول ﷺ: وہ صحابہ کرام جنہوں نے آنحضور ﷺ کے مدینہ تشریف آوری کے بعد اسلام قبول کیا مدنی اصحاب ہوں گے۔

مکی اور مدنی احادیث کی تعیین کے اصول

دور جاہلی اور عہد نبوی میں اسلامی احکام اور تعلیمات کا نزول جن حالات وواقعات اور عوامل کے تحت ہوا وہ جداگانہ اہمیت کے حامل ہیں اور جو اپنا ارتقائی عمل پورا کرتے ہوئے بتدریج مدینہ میں پایۂ تکمیل کو پہنچے۔مکی اور مدنی ادوار حیات طیبہ کی اسی اہمیت کے پیش نظر رواۃ حدیث اور ان کی روایات کی تعیین کے لیے درج ذیل اصول مرتب کیے گئے ہیں۔

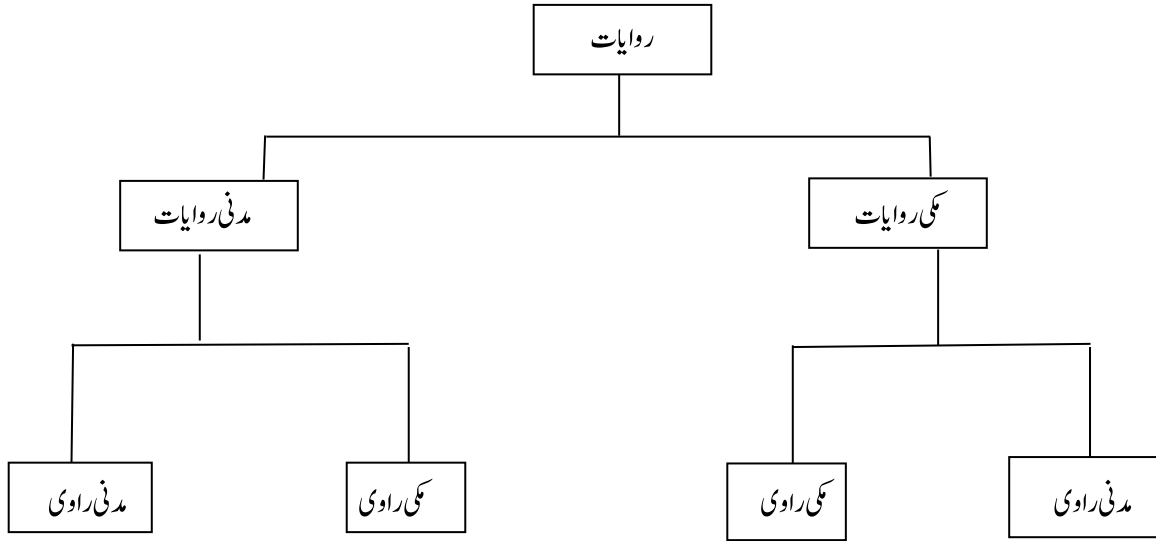
1۔مکی راوی۔مکی روایات: مکی راوی (مذکورہ بالا تعریف کے مطابق) کی وہ روایات جو حالات وواقعات اور قرائن کے لحاظ سے خالص مکی ہیں۔اور ان کے بیان کرنے میں زمان ومکان کی کوئی قید نہیں ہے۔ایسی روایات مکی روایات کہلائیں گی۔

2۔مدنی راوی۔مکی روایات: حالات وواقعات اور قرائن کے لحاظ سے وہ روایات بھی مکی ہوں گی جنہیں بیان کرنے والے مدنی اصحاب میں سے ہوں اور ان کے بیان کرنے میں بھی زمان ومکاں کی کوئی قید نہیں ہے۔

3۔مکی راوی، مدنی روایات: ہجرت مدینہ کے بعد کی وہ تمام روایات جو مکی راویوں سے مروی ہیں مدنی روایات ہیں۔

4۔ مدنی راوی۔ مدنی روایات: وہ روایات جن کا تعلق ہجرت مدینہ کے بعد کے واقعات، معاملات وغیرہ سے ہے اور مدنی رواۃ سے مروی ہیں، مدنی روایات کہلائیں گی۔

5۔ روایات کی تقسیم کے وقت بعض ایسی روایات سامنے آئیں گی جن کی مکی یا مدنی پہچان کے لیے حالات و واقعات اور قرائن کی طرف کوئی اشارہ موجود نہ ہوگا۔ اس صورت میں ان روایات کو مکی اور مدنی قرار دینے میں راوی پر اعتبار کیا جائے گا۔ راوی مکی ہے تو روایت مکی کہلائے گی اور مدنی راوی ہونے کی صورت میں روایت بھی مدنی ہوگی۔



احادیث مبارکہ کی تقسیم

قرآن مجید کی سورتوں اور آیات کی مکی و مدنی تقسیم کے پیش نظر احادیث مبارکہ کو بھی درج ذیل دو اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1۔ مکی احادیث

مکی احادیث سے مراد وہ احادیث ہیں جن میں مکی عہد نبوی ﷺ کے واقعات و حالات اور احکام و معاملات بیان کیے گئے ہیں۔ مکی عہد نبوی سے مراد حیات طیبہ ﷺ کا مدینہ منورہ پہنچنے تک کا دور ہے۔ علاوہ ازیں مکی اصحاب سے مروی عمومی احادیث اور بعثت نبوی سے پہلے کی احادیث بھی مکی احادیث متصور ہوں گی۔

2۔ مدنی احادیث

مدنی احادیث سے مراد مدینہ پہنچنے کے بعد سے وصال النبی ﷺ تک کی تمام احادیث ہیں۔ مدنی اصحاب سے مروی عمومی احکام پر مبنی احادیث بھی مدنی احادیث کہلائیں گی۔

مکی و مدنی احادیث کی اقسام

درج ذیل اصولوں کے مطابق مکی اور مدنی احادیث مزید تین تین اقسام پر مشتمل ہوں گی۔ انکی تفصیل یوں ہے۔

1۔ مکی راوی۔ مکی احادیث

مکی رواۃ سے مراد وہ صحابہ کرام ہیں جو مکی عہد نبوی میں یعنی نبی مکرم ﷺ کے مدینہ تشریف آوری سے قبل مشرف بااسلام ہوئے خواہ ان کا تعلق مکہ واطراف مکہ سے ہو یا مدینہ ودیگر ممالک سے ہو۔ان کی وہ روایات جن کا تعلق مکی دور حیات سے ہے مکی احادیث متصور ہوں گی۔

اس کے استدلال میں اسامہ بن زیدؓ کی روایت جو وہ اپنے والد محترم حضرت زید بن حارثہؓ سے روایت کرتے ہیں، پیش خدمت ہے۔

عَن أُسَامَةَ بنِ زَيدٍ عَن أَبِيهِ زَيدِ بنِ حَارِثَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ:أَنَّ جِبرِيلَ عَلَيهِ السَّلَامُ أَتَاهُ فِي أَوَّلِ مَا أُوحِيَ إِلَيهِ فَعَلَّمَهُ الوُضُوءَ وَالصَّلَاةَفَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الوُضُوءِ أَخَذَ غَرفَةً مِن مَاءٍ فَنَضَحَ بِهَا فَرجَه۔[29]

حضرت جبرئیلؑ رسول اللہ ﷺ کے پاس وحی لائے اور آپ ﷺ کو وضواور نماز کی تعلیم دی پھر جب وضو سے فارغ ہوئے تو انھوں نے اپنے مخصوص مقام پر پانی چھڑکا۔

حضرت عمر فاروقؓ اپنے قبول اسلام کا واقعہ بیان فرماتے ہیں جو کہ لا محالہ مکی حیات طیبہ ﷺ کا اہم واقعہ ہے۔

قَالَ عُمَرُ بنُ الخَطَّابِ: خَرَجتُ أَتَعَرَّضُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَبلَ أَن أُسلِمَ فَوَجَدتُهُ قَد سَبَقَنِي إِلَى المَسجِدِ فَقُمتُ خَلفَهُ فَاستَفتَحَ سُورَةَ الحَاقَّةِ فَجَعَلتُ أَعجَبُ مِن تَألِيفِ القُرآنِ قَالَ: فَقُلتُ: هَذَا وَاللهِ شَاعِرٌ كَمَا قَالَت قُرَيشٌ قَالَ: فَقَرَأَ: إِنَّهُ لَقَولُ رَسُولٍ كَرِيمٍ۔ وَمَاهُوَ بِقَولِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَّا تُؤمِنُونَ قَالَ: قُلتُ: كَاهِنٌ قَالَ: وَلَا بِقَولِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ۔ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ العَالَمِينَ۔ وَلَو تَقَوَّلَ عَلَينَا بَعضَ الأَقَاوِيلِ۔ لَأَخَذنَا مِنهُ بِاليَمِينِ۔ ثُمَّ لَقَطَعنَا مِنهُ الوَتِينَ۔ فَمَا مِنكُم مِّن أَحَدٍ عَنهُ حَاجِزِينَ[30] إِلَى آخِرِ السُّورَةِ قَالَ: فَوَقَعَ الإِسلامُ فِي قَلبِي كُلَّ مَوقِعٍ۔[31]

حضرت عمرؓ بن خطاب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں قبول اسلام سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کے ارادے سے نکلا لیکن پتہ چلا کہ وہ مجھ سے پہلے ہی مسجد جا چکے ہیں، میں جا کر ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ حضور ﷺ نے سورہ حاقہ کی تلاوت شروع کر دی۔ مجھے نظم قرآن اور اس کے اسلوب سے تعجب ہونے لگا۔ میں نے اپنے دل میں سوچا واللہ! یہ شخص شاعر ہے جیسا کہ قریش کہتے ہیں۔اتنی دیر میں آپ ﷺ اس آیت پر پہنچ گئے کہ "وہ تو ایک معزز قاصد کا قول ہے، کسی شاعر کی بات تھوڑی ہے لیکن تم ایمان بہت کم لاتے ہو۔" یہ سن کر میں نے اپنے دل میں سوچا یہ تو کاہن ہے۔ادھر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "اور نہ ہی یہ کسی کاہن کا کلام ہے، تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو، یہ تو رب العالمین کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔اگر یہ پیغمبر ہماری طرف کسی بات کی جھوٹی نسبت کرے تو ہم اسے اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیں اور اس کی گردن توڑ ڈالیں اور تم میں سے کوئی ان کی طرف سے رکاوٹ نہ بن سکے۔" یہ آیات سن کر اسلام نے میرے دل میں اپنے پنجے مضبوطی سے گاڑھنا شروع کر دیئے۔

حضرت انس بن مالکؓ واقعہ شق قمر بیان فرماتے ہیں:

عن أنس بن مالك قال: إن أہل مكة سألوا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أن يريهم آية فأراہم انشقاق القمر مرتين۔[32]

حضرت انس بن مالکؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ وہ ان کو کوئی نشانی دکھائیں۔آپ نے ان

کو دو مرتبہ چاند کے پھٹنے کا معائنہ کروایا۔

2۔ مدنی راوی۔ مکی احادیث

مدنی رواۃ سے مراد وہ صحابہ کرامؓ ہیں جو مدنی عہد نبوی میں یعنی نبی مکرم ﷺ کے مدینہ تشریف آوری کے بعد مشرف باسلام ہوئے خواہ ان کا تعلق مکہ و مدینہ یا کسی بھی ملک سے ہو۔ ان کی وہ روایات جو مکی دور کے واقعات و حالات اور ان سے متعلقہ ہیں، مکی احادیث متصور ہوں گی۔

حضرت ام عطیہؓ مدنی راویہ ہیں ان کی حدیث اس ضمن میں استدلال کے طور پر پیش خدمت ہے جس میں انہوں نے عرب کے رسم و رواج اور مختلف احکامات کا ذکر کیا ہے۔

عَن أُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَت: كُنَّا نُنهَى أَن نُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوقَ ثَلاَثٍ إِلَّا عَلَى زَوجٍ أَربَعَةَ أَشهُرٍ وَعَشرًا وَلاَ نَكتَحِلَ وَلاَ نَتَطَيَّبَ وَلاَ نَلبَسَ ثَوبًا مَصبُوغًا إِلَّا ثَوبَ عَصبٍ وَقَد رُخِّصَ لَنَا عِندَ الطُّهرِ إِذَا اغتَسَلَت إِحدَانَا مِن مَحِيضِهَا فِي نُبذَةٍ مِن كُستِ أَظفَارٍ وَكُنَّا نُنهَى عَنِ اتِّبَاعِ الجَنَائِزِ۔[33]

ام عطیہؓ سے مروی ہے کہ ہم کو میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منانے سے روکا جاتا تھا سوائے شوہر پر کہ اس کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ منایا جاتا تھا۔ اس دوران ہم سرمہ لگاتے نہ خوشبو اور نہ رنگدار کپڑے استعمال کرتے سوائے یمن کی چادروں کے۔ حیض سے پاکی کے وقت ہم کو اجازت دی گئی تھی کہ ہم میں سے کوئی عورت اپنے حیض کے بعد غسل کرتی تو وہ خوشبو کا استعمال کرتی تھی اور ہم کو جنازوں کی مشایعت سے بھی روکا جاتا تھا۔

حضرت عفیف کندیؓ مدنی صحابی ہیں اور وہ مکی واقعہ بیان کرتے ہیں۔

عَن إِسمَاعِيلَ بنِ إِيَاسِ بنِ عَفِيفٍ الكِندِيِّ عَن أَبِيهِ عَن جَدِّهِ قَالَ: كُنتُ امرأً تَاجِرًا فَقَدِمتُ الحَجَّ فَأَتَيتُ العَبَّاسَ بنَ عَبدِ المُطَّلِبِ لِأَبتَاعَ مِنهُ بَعضَ التِّجَارَةِ وَكَانَ امرأً تَاجِرًا فَوَاللهِ إِنِّي لَعِندَهُ بِمِنًى إِذ خَرَجَ رَجُلٌ مِن خِبَاءٍ قَرِيبٍ مِنهُ فَنَظَرَ إِلَى الشَّمسِ فَلَمَّا رَآہَا مَالَت يَعنِي قَامَ يُصَلِّي قَالَ: ثُمَّ خَرَجَتِ امرَأَةٌ مِن ذَلِكَ الخِبَاءِ الَّذِي خَرَجَ مِنهُ ذَلِكَ الرَّجُلُ فَقَامَت خَلفَهُ تُصَلِّي ثُمَّ خَرَجَ غُلامٌ حِينَ رَاہَقَ الحُلُمَ مِن ذَلِكَ الخِبَاءِ فَقَامَ مَعَهُ يُصَلِّي۔ قَالَ: فَقُلتُ لِلعَبَّاسِ: مَن ہَذَا يَا عَبَّاسُ قَالَ: ہَذَا مُحَمَّدُ بنُ عَبدِ اللهِ بنِ عَبدِ المُطَّلِبِ ابنُ أَخِي قَالَ: فَقُلتُ: مَن ہَذِهِ المَرأَةُ قَالَ: ہَذِهِ امرَأَتُهُ خَدِيجَةُ ابنَةُ خُوَيلِدٍ۔ قَالَ: قُلتُ: مَن ہَذَا الفَتَى قَالَ: ہَذَا عَلِيُّ بنُ أَبِي طَالِبٍ ابنُ عَمِّهِ۔ قَالَ: فَقُلتُ: فَمَا ہَذَا الَّذِي يَصنَعُ قَالَ: يُصَلِّي وَہُوَ يَزعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَلَم يَتبَعهُ عَلَى أَمرِهِ إِلا امرَأَتُهُ وَابنُ عَمِّهِ ہَذَا الفَتَى وَہُوَ يَزعُمُ أَنَّهُ سَيُفتَحُ عَلَيهِ كُنُوزُ كِسرَى وَقَيصَرَ قَالَ: فَكَانَ عَفِيفٌ وَہُوَ ابنُ عَمِّ الأَشعَثِ بنِ قَيسٍ يَقُولُ: وَأَسلَمَ بَعدَ ذَلِكَ فَحَسُنَ إِسلامُهُ لَو كَانَ اللهُ رَزَقَنِي الإِسلامَ يَومَئِذٍ فَأَكُونُ ثَالِثًا مَعَ عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ۔[34]

حضرت عفیف کندیؓ سے، اس نے کہا کہ میں ایک تاجر آدمی تھا، میں ایام حج میں منیٰ میں گیا اور عباس بن عبد المطلب بھی تاجر آدمی تھے۔ میں ان کے پاس گیا کہ میں ان سے کچھ مال خریدوں اور کچھ فروخت کروں۔ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم وہاں موجود تھے کہ اچانک خیمے میں سے ایک آدمی نکلا اور وہ کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ اس کے بعد ایک عورت نکلی وہ بھی کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگی، پھر ایک لڑکا نکلا وہ بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ میں نے پوچھا کہ اے عباس! یہ کون

ہے؟اس نے بتایا کہ یہ محمد ﷺ بن عبداللہ ہے میرا بھتیجا۔اس نے کہا، میں نے پوچھا: یہ عورت کون ہے؟اس نے بتایا یہ اس کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے۔اس نے کہا، میں نے پوچھا: یہ جوان کون ہے؟اس نے بتایا یہ اس کے چچا کا بیٹا علی بن ابی طالب ہے۔اس نے کہا، پھر میں نے پوچھا کہ یہ کیا کر رہا ہے؟اس نے کہا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور وہ یہ دعوی رکھتا ہے کہ اللہ عزوجل نے اس کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔اور اس پر اس کی بیوی اور اس کے چچازاد کے سوا کسی نے اس کی پیروی نہیں کی۔اور وہ یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ عنقریب قیصر و کسریٰ کے خزانے اس پر کھول دیئے جائیں گے۔اس نے کہا کہ عفیف چچا اشعث بن قیس کا بیٹا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ وہ اس کے بعد مسلمان ہوا اور اس کا اسلام اچھا ہے کاش کہ اللہ اسے اس روز اسلام کی نعمت سے نوازتا تو علی بن طالبؓ کے ساتھ وہ تیسرا مسلمان ہوتا۔

عن محمد بن كعب القرظي: أن أول من أسلم من هذه الأمة برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خديجة بنت خويلد وأول رجلين أسلما أبو بكر الصديق وعلى بن أبى طالب رضى الله عنهما وأن أبا بكر الصديق أول من أظهر الإسلام وأن عليا كان يكتم الإسلام فرقا من أبيه حتى لقيه أبو طالب فقال: أسلمت۔ قال: نعم قال: وآزر ابن عمك وانصره وقال: أسلم على قبل أبى بكر۔[35]

حضرت محمدؒ بن کعب قرظی سے، کہ بے شک سب سے پہلے جو اس امت میں سے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائیں وہ خدیجہؓ بنت خویلد ہیں۔اور پہلے دو شخص جو مسلمان ہوئے وہ ابو بکر صدیق اور علی بن ابو طالب ہیں۔اور بے شک ابو بکر پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام کو ظاہر کیا جبکہ علی ابھی تک اسلام کو اپنے والد کے ڈر سے چھپا رہے تھے، یہاں تک کہ ابو طالب ان سے ملے اور پوچھا کہ کیا تم مسلمان ہو گئے ہو؟اس نے بتایا، جی ہاں! اس نے کہا اچھا پھر اپنے چچازاد کی تائید و نصرت کرنا اور کہتے ہیں کہ علی ابو بکر سے پہلے اسلام لائے تھے۔

3۔ مکی راوی۔ عمومی احکام پر مبنی احادیث

وہ احادیث جو واقعات و حالات اور قرائن سے نہ مکی ہوں نہ مدنی ہوں تو ان کی مکی و مدنی تقسیم کا دار و مدار اس کے راوی پر ہو گا۔راوی مکی ہے تو حدیث بھی مکی متصور ہو گی۔مثال کے طور پر حضرت ابو بکر صدیقؓ کی روایت جس میں مسواک کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

عَن أَبِي بَكرٍ الصِّدِّيقِ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ:السِّوَاكُ مَطهَرَةٌ لِلفَمِ مَرضَاةٌ لِلرَّبِّ۔[36]

حضرت ابو بکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسواک منہ کی پاکیزگی اور پروردگار کی خوشنودی کا باعث ہے۔

عَن عَائِشَةَ قَالَت:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: قَالَ لِي جِبرِيلُ عَلَيهِ السَّلَامُ: قَلَبتُ الأَرضَ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا فَلَم أَجِد رَجُلًا أَفضَلَ مِن مُحَمَّدٍ وَقَلَبتُ الأَرضَ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا فَلَم أَجِد بَنِي أَبٍ أَفضَلَ مِن بَنِي هَاشِمٍ ۔[37]

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبرائیلؑ نے کہا کہ میں نے زمین کی تمام مشرقیں اور تمام مغربیں چھان ماریں مگر مجھے محمد ﷺ سے افضل کوئی آدمی نہیں ملا اور زمین کی مشارق و مغارب چھان ماریں مگر بنو ہاشم سے افضل کوئی

خاندان نہیں پایا۔[38]

مدنی احادیث کی اقسام

مدنی احادیث کی بھی تین اقسام ہیں۔

1۔ مکی راوی۔ مدنی احادیث

مکی رواۃ سے مروی وہ احادیث مدنی ہوں گی جو مدنی عہد نبوی کے واقعات و حالات، احکام و معاملات اور اوامر و نواہی وغیرہ پر مشتمل ہوں گی۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی حدیث اس ضمن میں استدلال کے طور پر پیش خدمت ہے جس میں انہوں نے عرب کے رسم و رواج اور مختلف احکامات کا ذکر کیا ہے۔

عَن أَبِي بَكرٍ قَالَ: كُنتُ عِندَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَجَاءَ مَاعِزُ بنُ مَالِكٍ فَاعتَرَفَ عِندَهُ مَرَّةً فَرَدَّهُ ثُمَّ جَائَهُ فَاعتَرَفَ عِندَهُ الثَّانِيَةَ فَرَدَّهُ ثُمَّ جَائَهُ فَاعتَرَفَ الثَّالِثَةَ فَرَدَّهُ فَقُلتُ لَهُ: إِنَّكَ إِنِ اعتَرَفتَ الرَّابِعَةَ رَجَمَكَ قَالَ: فَاعتَرَفَ الرَّابِعَةَ فَحَبَسَهُ ثُمَّ سَأَلَ عَنهُ فَقَالُوا: مَا نَعلَمُ إِلَّا خَيرًا قَالَ: فَأَمَرَ بِرَجمِهِ.[39]

حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا، اتنی دیر میں ماعز بن مالک آگئے اور ایک مرتبہ بدکاری کا اعتراف نبی ﷺ کے سامنے کیا، نبی ﷺ نے انہیں واپس بھیج دیا، دوسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا، تیسری مرتبہ جب آپ ﷺ نے انہیں واپس بھیجا تو میں نے ان سے کہا اگر تم نے چوتھی مرتبہ بھی اعتراف کر لیا تو نبی ﷺ تمہیں رجم کی سزا دیں گے، تاہم انہوں نے چوتھی مرتبہ آکر بھی اعتراف جرم کر لیا، نبی ﷺ نے انہیں روک لیا اور لوگوں سے ان کے متعلق دریافت کیا، لوگوں نے بتایا کہ ہمیں تو ان کے بارے میں خیر ہی کا علم ہے، بہر حال! ضابطے کے مطابق نبی ﷺ نے انہیں رجم کرنے کا حکم دے دیا۔

حضرت ابو بکرؓ کی روایت سورۂ مائدۃ کی تفسیر کے بارے میں ہے۔ سورۂ مائدۃ مدنی سورت ہے۔

حَدَّثَنَا قَيسٌ قَالَ: قَامَ أَبُو بَكرٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ فَحَمِدَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَأَثنَى عَلَيهِ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُم تَقرَئُونَ بَذِهِ الآيَةَ: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيكُم أَنفُسَكُم لَا يَضُرُّكُم مَن ضَلَّ إِذَا اهتَدَيتُم المائدة: إِلَى آخِرِ الآيَةِ وَإِنَّكُم تَضَعُونَهَا عَلَى غَيرِ مَوضِعِهَا وَإِنِّي سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ح إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوا المُنكَرَ لا يُغَيِّرُوهُ أَوشَكَ اللهُ أَنيَعُمَّهُم بِعِقَابِهِ -قَالَ: وَسَمِعتُ أَبَا بَكرٍ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِيَّاكُم وَالكَذِبَ فَإِنَّ الكَذِبَ مُجَانِبٌ لِلإِيمَانِ۔[40]

ایک مرتبہ حضرت ابو بکرؓ خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے کے بعد فرمایا اے لوگو! تم اس آیت کی تلاوت کرتے ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيكُم أَنفُسَكُم لَا يَضُرُّكُم مَن ضَلَّ إِذَا اهتَدَيتُم -- إِلَى آخِرِ الآيَة۔

اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو، اگر تم راہ راست پر ہو تو کوئی گمراہ شخص تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

لیکن تم اسے اس کے صحیح مطلب پر محمول نہیں کرتے۔ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب لوگ گناہ کا کام

ہوتے ہوئے دیکھیں اور اسے بدلنے کی کوشش نہ کریں تو عنقریب ان سب کو اللہ کا عذاب گھیر لے گا اور میں نے حضرت صدیقؓ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا کہ جھوٹ سے اپنے آپ کے بچاؤ، کیونکہ جھوٹ ایمان سے الگ ہے۔

2۔ مدنی راوی۔ مدنی احادیث

مدنی عہد نبوی کے واقعات وحالات، احکام ومعاملات اور اوامر ونواہی وغیرہ سے متعلقہ وہ تمام احادیث جو مدنی رواۃ سے مروی ہیں، مدنی احادیث کہلائیں گی۔

حضرت عبداللہ بن سائبؓ کی حدیث اس ضمن میں استدلال کے طور پر پیش خدمت ہے:

عَن عَبدِ اللّٰہِ بنِ السَّائِبِ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ صَلَّی یَومَ الفَتحِ فَوَضَعَ نَعلَیہِ عَن یَسَارِہِ۔[41]

حضرت عبداللہ بن سائبؓ سے مروی ہے کہ نبیﷺ نے فتح مکہ کے دن نماز پڑھی تو اپنی جوتیاں بائیں جانب اتاریں۔

حضرت ابو سعید خدریؓ کی غزوۂ خندق سے متعلقہ ایک روایت اور ایک واقعہ انصاری صحابی کا درج ذیل ہے۔

حَدَّثَنِی رُبَیحُ بنُ أَبِی سَعِیدٍ الخُدرِیِّ عَن أَبِیہِ قَالَ: قُلنَا یَومَ الخَندَقِ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ ہَل مِن شَیئٍ نَقُولُہُ فَقَد بَلَغَتِ القُلُوبُ الحَنَاجِرَ قَالَ: نَعَم اللّٰہُمَّ استُر عَورَاتِنَا وَآمِن رَوعَاتِنَا قَالَ: فَضَرَبَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ وُجُوہَ أَعدَائِہِ بِالرِّیحِ فَہَزَمَہُمُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ بِالرِّیحِ۔[42]

حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ ہم نے خندق کے دن عرض کیا یا رسول اللہﷺ! ہمارے دل تو اچھل کر حلق میں آگئے ہیں، کوئی دعا پڑھنے کے لیے ہو تو بتا دیجئے؟ نبیﷺ نے فرمایا ہاں! یہ دعا پڑھو کہ

اللّٰہُمَّ استُر عَورَاتِنَا وَآمِن رَوعَاتِنَا

''اے اللہ! ہمارے عیوب پر پردہ ڈال اور ہمارے خوف کو امن سے تبدیل فرما۔''

اس کے بعد اللہ نے دشمنوں پر آندھی کو مسلط کر دیا اور انہیں شکست سے دوچار کر دیا۔

عَن أَبِی سَعِیدٍ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الأَنصَارِ کَانَت بِہِ حَاجَۃٌ فَقَالَ لَہُ أَہلُہُ: ائتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَاسأَلہُ فَأَتَاہُ وَہُوَ یَخطُبُ وَہُوَ یَقُولُ: مَن استَعَفَّ أَعَفَّہُ اللّٰہُ وَمَن استَغنَی أَغنَاہُ اللّٰہُ وَمَن سَأَلَنَا فَوَجَدنَا لَہُ أَعطَینَاہُ قَالَ: فَذَہَبَ وَلَم یَسأَل۔[43]

حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ ایک انصاری آدمی کو کسی ضرورت نے آگھیرا، اس کے اہل خانہ نے اس سے کہا کہ جا کر نبیﷺ سے امداد کی درخواست کرو۔ چنانچہ وہ نبیﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت نبیﷺ خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرما رہے تھے جو شخص عفت طلب کرتا ہے، اللہ اسے عفت عطا فرما دیتا ہے، جو اللہ سے غنا طلب کرتا ہے، اللہ اسے غنی کر دیتا ہے اور جو شخص ہم سے کچھ مانگے اور ہمارے پاس موجود بھی ہو تو ہم اسے دے دیں گے، یہ سن کر وہ آدمی واپس چلا گیا، اس نے نبیﷺ سے کچھ نہ مانگا۔

3۔ مدنی راوی۔ عمومی احکام پر مبنی احادیث

وہ احادیث جو واقعات وحالات اور قرائن سے نہ مکی ہوں نہ مدنی ہوں تو ان کی مکی ومدنی تقسیم کا دار ومدار اس کے راوی پر ہو گا۔ راوی

کے مدنی ہونے کی صورت میں حدیث مدنی تصور کی جائے گی۔

حضرت عثمان بن طلحہؓ مدنی راوی ہیں انہوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔ان کی حدیث اس ضمن میں استدلال کے طور پر پیش خدمت ہے:

عَن عُثمَانَ بنِ طَلحَۃَ: أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ البَیتَ فَصَلَّی رَکعَتَینِ وِجَاہَکَ حِینَ تَدخُلُ بَینَ السَّارِیَتَینِ ۔[44]

حضرت عثمان بن طلحہؓ سے مروی ہے کہ نبیﷺ نے بیت اللہ کے اندر داخل ہوتے وقت بالکل سامنے، دو ستونوں کے درمیان دو رکعتیں پڑھی تھیں۔

حضرت حسین بن علی بن طالبؓ اور حضرت حسن بن علی بن طالب کی درج ذیل روایات پیش خدمت ہیں۔

عَن عَلِیِّ بنِ حُسَینٍ عَن أَبِیهِ رَضِیَ اللهُ عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ: مِن حُسنِ إِسلامِ المَرئِ تَرکُهُ مَا لَا یَعنِیهِ ۔[45]

حضرت حسین بن علی بن طالبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بیکار کاموں کو چھوڑ دے۔

خلاصہ کلام

وحی متلو کی طرح وحی غیر متلو کی مکی و مدنی تقسیم بھی ناگزیر ہے۔اگرچہ یہ کام مشکل ہے مگر ناممکن ہر گز نہیں ہے۔ احادیث کی مکی اور مدنی تقسیم صحابہ کرام کی مکی و مدنی پہچان کے مرہون منت ہے۔اگر یوں کہا جائے کہ ان کی اس پہچان کے بغیر احادیث کی تقسیم ممکن ہی نہیں تو بے جانہ ہو گا۔ بالفاظ دیگر یہی ایک کسوٹی ہے جس پر مذکورہ تقسیم کا دار و مدار ہے۔کتب سیر ،تاریخ اور اسماء الرجال کی مدد سے رسول اللہﷺ کے اصحاب کو مکی و مدنی لحاظ سے اصطلاحات میں بیان کردہ اصول و ضوابط کے مطابق تقسیم کیا جاسکتا ہے۔مذکورہ تقسیم بلاشبہ ادوار حیات مطہرہ ﷺ کے ان مخصوص حالات اور عوامل و عناصر سے آگاہی میں مدد و معاون ثابت ہو گی جن کے موافق اسلامی احکامات کا بتدریج نزول ہوا اور بالآخر تکمیل تک پہنچے۔ مکہ اور مدینہ کے تہذیبی و تمدنی، معاشی و معاشرتی اور سیاسی و مذہبی حالات کا ادراک سہل ہو گا۔احادیث نبویہﷺ کے مضامین کو ایسے انداز میں پیش کیا جاسکے گا جس سے ادوار حیات مقدسہﷺ کی مخصوص اور جداگانہ مگر باہم مربوط حیثیت کو نمایاں کیا جاسکے گا۔یہی نہیں بلکہ نہ صرف فقہی تسلسل کے لیے اخذ واستنباط مسائل اور ان کے حل میں مجتہدین اور فقہاء مستفید ہوں گے۔مقدم و متاخر احادیث کا ادراک، ناسخ و منسوخ کی معرفت، احکام شرعیہ کی حالات کے ساتھ مناسبت اور احکام میں بتدریج ارتقاء میں پوشیدہ حکمتوں کا فہم بھی حاصل ہو گا۔

حواشی وحوالہ جات

[1] القرآن الکریم 9:15۔

[2] ابوالبقاء الحنفی،ایوب بن موسیٰ الحسینی،**الکلیات معجم فی المصطلحات والفروق اللغویۃ**،فصل الحاء،(بیروت:موئسسۃ الرسالہ،س ن)،ج 1،ص 370۔

[3] محمد جمال الدین القاسمی،**قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث**،باب ما ھیۃ الحدیث والخبروالاثر،(بیروت:دار الکتب العلمیہ،س ن)،ج 1،ص 61۔حسن بن قاسم،**توضیح المقاصد والمسالک بشرح ألفیہ ابن مالک**،شرح و تحقیق:عبد الرحمٰن علی سلیمان،باب التصغیر،(قاہرہ: دار الفکر العربی،2008ء)،ج 3،ص 1425۔

[4] قرآن میں لفظ حدیث کا استعمال مختلف مقامات پر کیا گیا ہے جیسے القرآن الکریم 44:23۔19:34۔23:39۔

[5] القرآن الکریم 52:34۔

[6] محمد بن اسماعیل البخاری،**الجامع الصحیح**،کتاب العلم،باب الحرص علی الحدیث،(قاہرہ:دار طوق النجاۃ،1422ھ)،رقم الحدیث 99،ج1،ص 31۔

[7] شمس الدین محمد بن یوسف الکرمانی،**الکواکب الدراری فی شرح صحیح البخاری**،باب ترجمۃ البخاری،(بیروت:داراحیاء التراث العربی،طبع اول،1356ھ)،ج1،ص12۔

[8] ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی،**السنہ ومکانتھافی تشریع الاسلامی**،(بیروت:المکتبہ الاسلامی،طبع اول،1402ھ)،ج1،ص90۔

[9] شمس الدین محمد بن احمد الذھبی،**تذکرۃ الحفاظ**،(حیدر آباد:دائرۃ المعارف عثمانیہ،طبع رابع،1376ھ)،ج1،ص40۔

[10] عز الدین ابن الاثیرالجزری،**اسدالغابہ**،(بیروت:دارالکتب العلمیہ)،ج3،ص158۔
حافظ ابن حجر عسقلانی،**تہذیب التہذیب**،(مطبعہ دائرۃ المعارف النظامیہ،الھند)،ج5،ص11۔

[11] الذھبی،**تذکرۃ الحفاظ**،ج1،ص44۔

[12] ایضاً ج1،ص2۔

[13] ایضاً ج1،ص6۔

[14] ایضاً ص10۔

[15] ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبد البر،**التمھید**،(المملکۃ المغربیہ:وزارۃ الاوقات والشؤن الاسلامیہ،1394ھ)،ج1،ص45۔

[16] الذھبی،**تذکرۃ الحفاظ**،ج1،ص54۔

[17] ابن حجر،**تہذیب التہذیب**،ج5،ص65۔
خطیب بغدادی،**تاریخ بغداد**،(بیروت:دارالغرب الاسلامی،طبع اول،س ن)،ج5،ص331۔

[18] ایضاً ج9،ص214۔

[19] عبدالرحمٰن مبارکپوری،**مقدمہ تحفۃ الاحوذی**،(بیروت:دارالکتب العلمیۃ،س ن)ص3-2۔

[20] ابن حجر،**تہذیب التہذیب**،ج9،ص182۔خطیب بغدادی،**تاریخ بغداد**،ج 5،ص321۔

[21] الذھبی،**تذکرۃ الحفاظ**،ج2،ص16۔ابن حجر،**تہذیب التہذیب**،ج12،ص280۔

[22] خطیب بغدادی،**تاریخ بغداد**،ج4،ص412۔
محمدبن اسماعیل ابن کثیر،**البدایه والنہایه**،(بیروت:دار الفکر،1407ھ)،ج 10،ص325۔

[23] الذہبی،**تذکرۃ الحفاظ**،ج3،ص13۔حاجی خلیفه،**کشف الظنون**،(قاھرہ:دار الفکر)،ج2،ص1660۔
ابن العماد،**شذرات الذھب فی اخبارمن ذھب**،(بیروت:دارابن کثیر،طبع اول1406ھ)،ج3،ص30۔

[24] حاجی خلیفه،**کشف الظنون**،ج2،ص1612۔ابن العماد،**شذرات الذھب**،ج3،ص30۔

[25] ابن العماد،**شذرات الذھب**،ج5،ص221۔

[26] جلال الدین السیوطی،**الاتقان فی علوم القرآن**(المحقق:محمدابوالفضل ابراھیم)،(الھیئۃالمصریۃالعامۃللکتاب،1394ھ)،ج1،ص36۔

[27] القرآن الکریم 85:17۔

[28] ابوالسعادات ابن الاثیر،**النھایۃفی غریب الحدیث والاثر**،(بیروت:المکتبۃالعلمیه،1399ھ)،ج1،ص5۔

[29] احمد بن حنبل،**مسند احمد**،(قاہرہ:دارالحدیث،1414ھ)،رقم الحدیث:17480۔

[30] القرآن الکریم 29:42-47۔

[31] احمد بن حنبل،**مسند احمد**،رقم الحدیث:107۔

[32] بخاری،**الجامع الصحیح**،رقم الحدیث:2627،4864،3626،3869۔

[33] ایضاً رقم الحدیث:313۔

[34] احمد بن حنبل،**مسنداحمد**،رقم الحدیث:1787۔

[35] بیہقی،**دلائل النبوۃ**،ج2،ص163۔

[36] احمد بن حنبل،**مسنداحمد**،رقم الحدیث:7۔

[37] بیہقی،**دلائل النبوۃ**،ج2،ص156۔
بخاری،**الجامع الصحیح**،رقم الحدیث:4922۔

[38] ایضاً ج1،ص176۔

[39] احمد بن حنبل،**مسنداحمد**،رقم الحدیث:41۔

[40] ایضاً رقم الحدیث:16۔

[41] ایضاً رقم الحدیث:15392۔

[42] ایضاً رقم الحدیث:10996۔

[43] ایضاً رقم الحدیث:10989۔

[44] ایضاً رقم الحدیث:15387۔

[45] ایضاً رقم الحدیث:1737۔